شیخ حبیب الرحمٰن بٹالوی

کتاب: ''جہانِ دانش''

مصنف: احسان دانش

حاصل مطالعہ

☆ مجھے میرے ماضی نے اس قدر کھندلا ہے کہ کہیں تو پٹخنیاں کھا کھا کر بدن نیلا پڑ گیا اور کہیں چوٹل جگہیں اپنی سطح سے ابھری کی ابھری رہ گئی ہیں مگر نظر میں تہ رسی آ گئی ہے۔

☆ زمانہ ہو گیا کہ میں زمین پر سوتا ہوں اور ایک وقت کھانے کا عادی ہوں جو میرے افلاس کی مقدس یادگار ہے اور میں اس سے بے وفائی کو روا نہیں رکھتا۔

☆ اوچھے حاکم اور سنگ دل سرمایہ دار، یہ دونوں ہمیشہ رحم اور انصاف کی خصوصیات سے علیحدہ رہے ہیں۔ وہ تو ایسے مردے ہیں جو خود اپنے تابوت اٹھائے پھرتے ہیں۔

☆ جب کبھی زور کی ہوا یا آندھی چلتی تو ہمارے گھر کا چراغ ہونٹ چاٹ چاٹ کر رہ جاتا۔

☆ افلاس میں ہر ارادے کی بنیاد بے اعتبار ہوتی ہے۔

☆ سادہ خوراک سے پیٹ بھرنے والا انسان اپنی تلاش اور ذات کی شناخت میں جلد کامیاب ہو جاتا ہے۔

☆ خسیس کی دولت میں فقیر کا حصہ نہیں ہوتا وہاں سے تو ڈاکٹروں اور حکام کی طرف ہی پیسہ جاتا ہے۔

☆ مفلسوں کو جسمانی تکلیف ضرور ہوتی ہے مگر ناداری، روح کی مسرت میں حائل نہیں ہو سکتی۔ بشرطیکہ اسے زندگی سمجھ کر گوارا کر لیا جائے اور ہر ناکامی کو فتح کر لینے کی مہم جاری رکھی جائے۔ اس کے مقابلہ پر سرمایہ داری کے روحانی تشنج اور جسمانی تکرّ زمیں چولی دامن کا ساتھ ہوتا ہے۔ اور اس کا علاج کوئی مادی طاقت نہیں کر سکتی۔ ہر وقت انسان ایک بدبودار لہو میں اونتار رہتا ہے۔

☆ مزدوروں کا لہو فروخت کرنے والے سرمایہ دار تو اکثر سکوں کی جگہ زبان کی بناوٹی شیرینی سے کام لیتے ہیں۔

☆ حیرت ناک بات یہ ہے کہ ہتھکڑیوں اور بیڑیوں کے لیے مجرم ہونا ضروری نہیں۔ دبنگ، جیالے، صاف گو اور حق پسند اخلاقی مجرموں سے زیادہ سزائیں پاتے ہیں۔

☆ مزدوری کرنا تو اپنے خون کے شعلوں سے کھیلنا ہے۔

☆ مجھے ہمیشہ بہادر سورما اور اکھڑ مزاج لوگوں سے مل کر خوشی ہوتی تھی کیونکہ ایسے لوگ طبعاً تو کھردرے ہوتے ہیں لیکن وفاداری کے اعتبار سے قابل پرستش دیکھے گئے ہیں۔

☆ شرابی کا نشہ اس قدر ناپاک اور نقصان رساں نہیں ہوتا جتنا دولت کا غرور اور منصب کا پندار۔

☆ انسان کسی خاص مٹی یا آب وہوا کا پابند تو نہیں اس کی قلمیں تو ہر زمین میں بار آور ہو جاتی ہیں۔

☆ گندے جسموں میں نیکی کا خیال بھی، اندھیرے میں دھوئیں سے زیادہ نہیں ہوتا۔

☆ شورش غاصبوں کے پسینے کی بو کو پہچانتا ہے۔

☆ جب تک انسان مصائب کے انعام اور افلاس کی افادیت سے آگاہ نہیں ہوتا وہ دنیا کی خدمت اور خدا کی عبادت کے قابل نہیں ہوتا۔ کیونکہ افلاس پر تشکر، مصائب پر صبر، فطرت کے احسانات کی غیر جانبدارانہ گواہی ہے۔

☆ سرمایہ دار، نہ تو تعلیم کو عام ہونے دیتے ہیں اور نہ ارزاں۔ وہ رات دن اپنے مقابر کی تعمیر کے لیے غریبوں کی ہڈیوں کا چونا اور مزدوروں کے خون کا گارا فراہم کرتے رہتے ہیں اور یہ عمل نا جانے کب تک جاری رہے گا۔

☆ دن بھر کی مشقت سے ٹوٹے ہوئے مزدور اور قلی، سوئے ہوئے ایسے معلوم ہوتے جیسے بھیڑیں ذبح ہوئی پڑی ہوں۔

☆ بلندی اور پستی اپنی جگہ درست لیکن یہاں محنت کا صلہ اور مشقت کی قیمت کیوں نہیں ملتی...... آخر ایسا کون سا خطرہ ہے جس کے تحت یہ لوگ نچلے طبقے کی پرورش کی طرف قدم نہیں بڑھاتے اور انہیں اپنا محتاج بنائے رکھتے ہیں۔

محنت کا صلہ اہل قیادت سے نہ مانگو
مردے کبھی قبروں کی کھدائی نہیں دیتے

☆ مجھ پر بڑے زہرہ گداز وقت آئے ہیں جب میں ہمت ہار دیتا اس وقت میری بیوی ہمت بڑھاتی اور کہتی: ''ہم تو کوئی چیز نہیں، معمولی مزدور ہیں برا وقت تو بادشاہوں پر بھی آ جاتا ہے اور کھاتے پیتے بھی افلاس اور ناداری کی لپیٹ میں آ جاتے ہیں۔ گھبرانے کی کونسی بات ہے؟ میں پردہ نشین ہوں۔ میرا رزق تو یہیں پہنچنا چاہیے اور ایک آدمی کی خوراک میں دو آدمی یقیناً زندہ رہ سکتے ہیں۔ ذرا انتظار کریں کہیں نہ کہیں سے رقم آ رہی ہوگی۔''

☆ فطری مناظر کی سیر، ان پر غور و خوض اور ان کی محافظ ہوائیں، انسانی مزاج کی سینکڑوں کھولتوں کو دور کرتی ہیں اور روحانی غنودگیوں میں بیداریاں اتر آتی ہیں۔ زندگی کی بے اعتدالیوں اور مختلف النوع بے زاریوں کے علاوہ، منہ زور دکھوں کا یہ ایک ایسا چارۂ کار ہے جو طبعی مناسبتوں کے ساتھ ہر غلطی، کمی اور روحانی تھکن کو دور کرتا ہے۔

☆ اس وقت سے جاہل صوفی، جعلی زاہد، فریبی پیر اور ریاکار عالم میری نظروں سے نکل گئے اور آج بھی جو کتاب وسنت کا تارک ہے وہ میری نظر میں رہنمائی کی صلاحیت نہیں رکھتا۔ جو کوئی جبے قبے والا بہروپیا میرے سامنے بزرگی بگھارتا اور جھوٹے حال وقال کے تشنج کو سعادت قرار دیتا ہے تو مجھے ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے میری روح پر نیلی روشنائی انڈیلی جا رہی ہے۔ ان کی باتوں سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ قبر کا آرام اور جنت کی آرائش سب کرائے کی چیزیں ہیں۔ عمل صالح کا زندگی

میں کوئی مقام نہیں۔

☆ جب شراب بولتی ہے تو ذہن سے حفظ مراتب کے خانے، خالی ہونے لگتے ہیں اور ذات وصفات کا تعلق واضح نہیں رہتا بلکہ یوں کہیے کہ ذہن معمّل میں خیر وشر کی تحلیل کا عمل بند ہو جاتا ہے۔ شراب تو عموماً ضمیر کو انلارج اور احتیاط کو معزول کر دیتی ہے۔

☆ وہ میرے باپ ہونے کے علاوہ استاد اور زندگی کے سفر میں اعلیٰ درجے کے مشیر بھی تھے۔ میں نے ان کے انتقال سے محسوس کیا کہ جیسے خضر علیہ السّلام نے میرا ہاتھ چھوڑ دیا۔ میرے سامنے حد نظر تک ایک دشت بے جادہ پھیلا ہوا ہے اور چہار دیواری زمیں بوس ہو گئی ہے۔

☆ وہ جن جبہ پوشوں سے امداد کے طالب تھے اُن کے حجروں میں تو خراٹوں کے چمگادڑوں کی پروازوں اور پلاؤ زردہ کو فضلہ بنانے کی مشینوں کے سوا کچھ بھی نہیں تھا۔ اُن میں خدا کا خوف اور انسانی ہمدردی کہاں سے آئی تھی؟ یہ سوتے ہوئے لوگ، جاگتے خدا کو کہاں دیکھ سکتے تھے؟

☆ پبلشر کو انسانی خون کی ایسی چاٹ ہوتی ہے کہ بعض اوقات وہ اپنے عزیزوں اور دوستوں کی شہ رگ پر بھی دانت گاڑھ دیتا ہے۔ اور خون چوس کر اتنی دور پھینکتا ہے کہ راہ گیروں کی اُس پر نظر بھی نہیں پڑتی۔

☆ میرے پاس نہ دولت ہے نہ جائیداد۔ یہ دونوں چیزیں ایمان کی خرابی کا باعث ہوتی ہیں۔

☆ بعض واقعات کو میں نے ماضی کے تہہ خانے سے جھاڑ پونچھ کر نکالا اور جھلکار بھی دینے لگے مگر طوالت کے خیال سے شامل کتاب نہیں کیا۔

☆ اکثر دیکھا گیا ہے کہ رئیسوں کے بچے غریبوں کے بچوں سے گہرا تعلق نہیں رکھتے۔ یہ تعلق جہاں امیروں کے لیے عیب ہے وہاں غریبوں کے لیے تکلیف رساں بھی ہے۔

☆
سبزۂ پامال سے بھی وجۂ بربادی نہ پوچھ
بات چل نکلی تو پھر یہ باغباں تک جائے گی

☆ میں اپنے بوڑھے ماں باپ کو چھوڑ کر ملازمت پر جا رہا تھا۔ عصر اور مغرب کے درمیان میری والدہ نے مجھے سینے سے لگا کر نم آلود آنکھوں سے رخصت کیا۔ تالاب کے قریب پہنچ کر جو میں نے مڑ کر دیکھا تو والدہ مجھے کوٹھے پر سے دیکھ رہی تھیں میرا گلا آنسوؤں سے بھر گیا مگر خاموش چلتا گیا۔

☆ توقیر طاہر کے منصوبوں میں اکھوے پھوٹتے رہے۔ اور اس اثنا میں ان کے اندر کے شاعر نے خواب آور گولیاں کھا لیں۔